بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat

دفتر صدر مجلس انصار اللہ بھارت

Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)

Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی
حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا دلگداز و دلنشین تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 28رجون 2019 بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت زید بن حارثہ کے ذکر میں بعض مزید واقعات اور حوالے ہیں جنہیں آج میں پیش کروں گا۔ سیرۃ خاتم النبیین میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ: ماہ ربیع الآخر 6ر ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کی امارت میں چند مسلمانوں کو قبیلہ بنی سلیم کی طرف روانہ فرمایا۔ یہ قبیلہ اس وقت نجد کے علاقہ میں بمقام جموم آباد تھا اور ایک عرصہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف برسرپیکار چلا آتا تھا۔ زید بن حارثہ کو اس مہم سے واپس آئے زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمادی الاولیٰ کے مہینہ میں انہیں ایک سو ستر صحابہ کی کمان میں پھر مدینہ سے روانہ فرمایا اور اس مہم کی وجہ اہل سیر نے یہ لکھی ہے کہ شام کی طرف سے قریش مکہ کا ایک قافلہ آرہا تھا اور اس کی روک تھام کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دستہ کو روانہ فرمایا تھا۔ حضور انور نے فرمایا: یہاں یہ وضاحت بھی کردوں کہ قریش کے قافلے ہمیشہ مسلح ہوتے تھے اور مکہ اور شام کے درمیان آتے جاتے ہوئے وہ مدینہ کے بالکل قریب سے گزرتے تھے جس کی وجہ سے ان کی طرف سے ہروقت خطرہ رہتا تھا اس کے علاوہ یہ قافلے جہاں جہاں سے گزرتے قبائل عرب کو مسلمانوں کے خلاف اکساتے جاتے تھے۔ جس کی وجہ سے سارے ملک میں مسلمانوں کے خلاف عداوت کی ایک خطرناک آگ مشتعل ہوچکی تھی اس لئے ان کی روک تھام ضروری تھی۔ بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلہ کی خبر پاکر زید بن حارثہ کو اس طرف روانہ فرمایا اور وہ ہوشیاری سے گھات لگاتے ہوئے آگے بڑھے کہ کسی کو پتا نہ لگے اور عِیص کے مقام پر قافلہ کو جا پکڑا۔ عِیص ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ سے چار دن کی مسافت پر سمندر کی جانب واقع ہے۔ چونکہ یہ اچانک حملہ تھا اہل قافلہ مسلمانوں کے حملہ کی تاب نہ لاسکے اور اپنا ساز و سامان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ زید نے بعض قیدی پکڑ کر اور سامان قافلہ اپنے قبضہ میں لے کر مدینہ کی طرف واپسی کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔

اسی طرح جمادی الآخر 6ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کی کمان میں پندرہ صحابیوں کا ایک دستہ مقام کی جانب روانہ فرمایا جو مدینہ سے چھتیس میل کے فاصلہ پر واقع تھا اور اس جگہ ان ایام میں بنوثعلبہ کے لوگ آباد تھے مگر قبل اس کے کہ زید بن حارثہ وہاں پہنچتے اس قبیلہ کے لوگ بروقت خبر پاکر ادھر ادھر منتشر ہوگئے۔

پھر زید بن حارثہ کا ایک اور سریہ ہے جو جمادی الآخر سن 6 ہجری میں حِسمی کی طرف بھیجا گیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو پانچ سو مسلمانوں کے ساتھ حِسمی کی طرف روانہ فرمایا جو مدینہ کے شمال کی طرف بنوجذام کا مسکن تھا۔ اس مہم کی غرض یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی جن کا نام دحیہ کلبی تھا شام کی طرف سے قیصر روم کو مل کر واپس آرہے تھے۔ جب دحیہ بنوجذام کے علاقہ کے پاس سے

گزرے تو اس قبیلہ کے رئیس ہنید بن عارض نے اپنے قبیلہ میں سے ایک پارٹی کو اپنے ساتھ لے کر دحیہ پر حملہ کر دیا اور سارا سامان چھین لیا تجارتی سامان بھی اور جو کچھ قیصر نے دیا تھا وہ بھی۔ دحیہ نے مدینہ پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے حالات سے اطلاع دی جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو روانہ فرمایا اور دحیہ کو بھی زید کے ساتھ بھجوا دیا۔ زید کا دستہ بڑی ہوشیاری اور احتیاط کے ساتھ دن کو چھپتا تھا اور رات کو سفر کرتا تھا اور یہ سفر کرتے ہوئے حسمی کی طرف بڑھتے گئے اور عین صبح کے وقت بنوجذام کے لوگوں کو جا پکڑا۔ بنوجذام نے مقابلہ کیا باقاعدہ جنگ ہوئی مگر مسلمانوں کے اچانک حملہ کے سامنے ان کے پاؤں جم نہ سکے اور تھوڑے سے مقابلہ کے بعد وہ بھاگ گئے اور میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا اور زید بن حارثہ بہت سا سامان اور مال مویشی اور ایک سو کے قریب قیدی پکڑ کر واپس آ گئے۔ سریہ حسمی کے ایک ماہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر زید بن حارثہ کو وادی القری کی طرف روانہ فرمایا۔ اس معرکہ میں متعدد مسلمان شہید ہوئے خود زید کو بھی سخت زخم آئے مگر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے بچا لیا۔

سریہ موتہ جمادی الاول سن آٹھ ہجری میں ہوا۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سریہ موتہ کیلئے حضرت زید بن حارثہ کو امیر مقرر فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر زید شہید ہو جائیں تو جعفر امیر ہوں گے اور اگر جعفر بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ تمہارے امیر ہوں گے۔ ایک یہودی جس نے یہ باتیں سنی تھیں حضرت زید کے پاس گیا اور انہیں بتایا کہ اگر تمہارا رسول سچا ہے تو تم زندہ واپس نہیں آ ؤ گے۔ حضرت زید نے فرمایا کہ میں زندہ آ ؤں گا یا نہیں آ ؤں گا مگر ہمارا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ضرور سچا رسول ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ یہ واقعہ بالکل اسی طرح پورا ہوا۔ حضرت زید شہید ہوئے ان کے بعد حضرت جعفر نے لشکر کی کمان سنبھالی وہ بھی شہید ہو گئے۔ اسکے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ نے لشکر کی کمان سنبھالی وہ بھی شہید ہوئے اور قریب تھا کہ لشکر میں انتشار پھیل جاتا کہ حضرت خالد بن ولید نے مسلمانوں کے کہنے سے جھنڈے کو اپنے ہاتھ میں پکڑا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ مسلمانوں کو فتح دی اور وہ خیریت سے لشکر کو واپس لے آئے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک حضرت زید بن حارثہ حضرت جعفر اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کی شہادت کی خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا حال بیان کرنے کے لئے کھڑے ہوئے حضرت زید کے ذکر سے آغاز فرمایا آپ نے فرمایا اے اللہ زید کی مغفرت فرما اے اللہ زید کی مغفرت فرما اے اللہ زید کی مغفرت فرما پھر آپ نے فرمایا کہ اے اللہ جعفر اور عبداللہ بن رواحہ کی مغفرت فرما۔ طبقات الکبریٰ میں لکھا ہے کہ جب حضرت زید شہید ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اہل خانہ کے پاس تعزیت کے لئے تشریف لائے تو ان کی بیٹی اس حال میں تھی کہ اس کے چہرے سے رونے کے آثار ظاہر ہو رہے تھے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر 55 سال تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید کا جنازہ پڑھایا اور فرمایا کہ حضرت زید کے لئے مغفرت طلب کریں وہ جنت میں دوڑتے ہوئے داخل ہو گئے ہیں۔

حضرت جبلہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوے کے لئے تشریف نہ لے جاتے تو آپ ہتھیار کسی کو نہ دیتے سوائے حضرت علی کے یا حضرت زید کے۔ حضرت جبلہ پھر ایک اور روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو کجاوے تحفۃً دیئے گئے تو ایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود رکھ لیا اور دوسرا حضرت زید کو دے دیا۔ پھر حضرت جبلہ کی ہی روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو جبے ہدیہ کئے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خود رکھ لیا اور دوسرا حضرت زید کو عطا فرمایا۔ ایک اور جگہ بیان ہوا ہے کہ حضرت زید بن حارثہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محب کہا جاتا تھا۔ حضرت زید کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ میرا محبوب وہ ہے جس پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی زید۔

جنگ موتہ کا بدلہ لینے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بہت بڑا لشکر صفر گیارہ ہجری میں تیار فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ روم کے خلاف جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ یہ لشکر جب تیار ہوا تو اگلے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید کو بلایا اور اس مہم کی قیادت آپ کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا اپنے باپ کے شہید ہونے کی جگہ کی طرف جاؤ اور تیزی کے ساتھ سفر کرو اور ان تک اطلاع پہنچنے سے پہلے وہاں پہنچ جاؤ۔ پھر صبح ہوتے ہی وہاں پر حملہ کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت زید کا بدلہ لینے کیلئے ان جگہوں کو اپنے گھوڑوں کے ذریعہ سے روند ڈالو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ سے مزید فرمایا اپنے ساتھ راستہ بتانے والے بھی لے کر جاؤ اور وہاں کی خبر کے حصول کے لئے بھی آدمی مقرر کرو جو تمہیں صحیح صورتحال سے آگاہ کریں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں کامیابی بخشے اور جلد واپس لوٹ آنا۔ اس مہم کے وقت حضرت اسامہ کی عمر سترہ سال سے بیس سال کے درمیان تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ کے لئے اپنے ہاتھ سے ایک جھنڈا باندھا اور حضرت اسامہ سے کہا کہ اللہ کے نام کے ساتھ اس کی راہ میں جہاد کرو جو اللہ کا انکار کرے اس سے جنگ کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری بڑھ گئی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم تاکید فرماتے تھے کہ لشکر اسامہ کو بھجواؤ۔ سوموار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو افاقہ ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی برکت سے روانہ ہو جاؤ حضرت اسامہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے اسی اثناء میں ان کی والدہ حضرت ام ایمن کی طرف سے ایک شخص یہ پیغام لے کر آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری وقت دکھائی دے رہا ہے طبیعت بہت زیادہ خراب ہو چکی ہے۔ یہ اندوہناک خبر سنتے ہی حضرت اسامہ حضرت عمر اور حضرت ابوعبیدۃ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے واپس آ گئے تو دیکھا کہ آپ پر نزع کی حالت تھی۔ 12 ربیع الاول کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی جس کی وجہ سے مسلمانوں کا لشکر جرف مقام سے مدینہ واپس آ گیا اور حضرت بریدۃ نے حضرت اسامہ کا جھنڈا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر گاڑ دیا۔ جب حضرت ابوبکر کی بیعت کر لی گئی تو حضرت ابوبکر نے حضرت بریدۃ کو حکم دیا کہ جھنڈا لے کر اسامہ کے گھر جاؤ کہ وہ اپنے مقصد کے لئے روانہ ہو۔ حضرت بریدۃ جھنڈہ لے کر لشکر کی پہلی جگہ پر لے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تمام عرب میں فتنہ ارتداد پھیل چکا تھا۔ صحابہ نے حضرت ابوبکر سے عرض کیا کہ حالات کی نزاکت کے پیش نظر فی الحال لشکر اسامہ کی روانگی متاخر کر دیں حضرت ابوبکر نہ مانے اور فرمایا کہ اگر درندے مجھے گھسیٹتے پھریں تو بھی میں اس لشکر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے مطابق بھجوا کر رہوں گا۔ بہرحال لشکر ایک بار پھر تیار ہو گیا بعض صحابہ نے حالات کی نزاکت کے باعث پھر مشورہ دیا کہ فی الحال اس لشکر کو روک لیا جائے۔ ایک روایت کے مطابق بعض انصار صحابہ نے حضرت عمر سے کہا کہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر اگر لشکر کو روانہ کرنے پر ہی مصر ہیں تو ان سے یہ درخواست کریں کہ وہ کسی ایسے شخص کو لشکر کا سردار مقرر کر دیں جو عمر میں اسامہ سے بڑا ہو۔ لوگوں کی یہ رائے لے کر حضرت عمر حضرت ابوبکر کے پاس حاضر ہوئے تو حضرت ابوبکر نے پھر اسی آہنی عزم کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ اگر جنگل کے درندے مدینہ میں داخل ہو کر مجھے اٹھا لے جائیں تو بھی وہ کام کرنے سے باز نہیں آؤں گا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت ابوبکر کا حتمی فیصلہ سننے کے بعد حضرت عمر لشکر والوں کے پاس پہنچے۔ جب لوگوں نے پوچھا کہ کیا ہوا تو حضرت عمر نے بڑے غصہ سے کہا کہ میرے پاس سے فوراً چلے جاؤ محض تم لوگوں کی وجہ سے مجھے آج خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈانٹ کھانی پڑی ہے۔ جب حضرت ابوبکر کے حکم کے مطابق جیش اسامہ جرف کے مقام پر اکٹھا ہو گیا تو حضرت ابوبکر خود وہاں تشریف لے گئے اور لشکر کا جائزہ لیا اور اس کو ترتیب دی۔ اس وقت حضرت اسامہ سوار تھے جبکہ حضرت ابوبکر خلیفۃ الرسول پیدل چل رہے تھے۔ حضرت اسامہ نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! یا تو آپ سوار ہو جائیں یا پھر میں بھی نیچے اترتا ہوں۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا۔ بخدا نہ ہی تم نیچے اترو گے اور نہ ہی میں سوار ہوں گا اور مجھے کیا ہے کہ میں اپنے دونوں پیر اللہ کی راہ میں ایک گھڑی کے لئے آلودہ نہ کروں

کیونکہ غازی جب قدم اٹھاتا ہے تو اس کے لئے اس کے بدلہ میں سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کو سات سو درجے بلندی دی جاتی ہے اور اس کی سات سو برائیاں ختم کی جاتی ہیں۔

اس واقعہ کے بعد حضرت عمر جب بھی حضرت اسامہ سے ملتے تو آپ کو مخاطب ہو کر کہا کرتے تھے۔ السلام علیك ایھا الامیر کہ اے امیر تم پر سلامتی ہو۔ حضرت اسامہ اس کے جواب میں غفر اللہ لك یا امیر المؤمنین کہتے تھے۔ کہ اے امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ آپ سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔

حضرت ابو بکر نے حضرت اسامہ کے لشکر کو ان الفاظ میں نصیحت فرمائی تھی کہ تم خیانت نہ کرنا تم بدعہدی نہ کرنا چوری نہ کرنا اور مثلہ نہ کرنا۔ چھوٹی عمر کے بچے اور بوڑھے اور عورت کو قتل نہ کرنا کھجور کے درخت کو نہ کاٹنا اور نہ ہی جلانا کسی بھیڑ گائے اور اونٹ کو کھانے کے سوا ذبح نہ کرنا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم ضرور ایسی قوم کے پاس سے گزرو گے جنہوں نے اپنے آپ کو گرجاؤں میں عبادت کے لئے وقف کر رکھا ہوگا تو انہیں چھوڑ دینا۔ تمہیں ایسے لوگ بھی ملیں گے جو اپنے برتنوں میں انواع واقسام کے کھانے لائیں گے تم اگر ان میں سے کھاؤ تو بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ اور تم ضرور ایسی قوم کے پاس پہنچو گے جنہوں نے درمیان سے اپنے سروں کو منڈوایا ہوگا لیکن چاروں طرف سے بالوں کو لٹوں کی مانند چھوڑا ہوگا پس تم ایسے لوگوں کو تلوار کا ہلکا سا زخم لگانا اور اللہ کے نام کے ساتھ اپنا دفاع کرنا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں طعن اور طاعون کی وباء سے محفوظ رکھے۔ بہرحال یکم ربیع الآخر گیارہ ہجری کو حضرت اسامہ اپنے لشکر کے ہمراہ مدینہ سے روانہ ہو کر منزلوں پر منزلیں طے کرتے ہوئے حسب وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شام کے علاقہ ابنیٰ پہنچے اور صبح ہوتے ہی آپ نے بستی کے چاروں اطراف سے ان پر حملہ کیا۔

اس لڑائی میں جس نے بھی مسلمان مجاہدوں کے ساتھ مقابلہ کیا وہ قتل ہوا اور بہت سے قیدی بھی بنائے گئے اسی طرح بہت سا مال غنیمت بھی حاصل ہوا جس میں سے انہوں نے خمس رکھ کر باقی لشکر میں تقسیم کر دیا۔ اس معرکہ سے فارغ ہو کر لشکر نے ایک دن اسی جگہ قیام کیا اور اگلے روز مدینہ کے لئے واپسی کا سفر اختیار کیا۔

جب یہ کامیاب اور فاتح لشکر مدینہ پہنچا تو حضرت ابو بکر نے مہاجرین وانصار کے ساتھ مدینہ سے باہر نکل کر ان کا بھرپور خیر مقدم کیا۔ مدینہ میں داخل ہو کر لشکر مسجد نبوی تک گیا۔ حضرت اسامہ نے مسجد میں دو نفل ادا کئے اور اپنے گھر چلے گئے۔ جیش اسامہ کا بھجوایا جانا مسلمانوں کے لئے بہت نفع کا موجب بنا کیونکہ اہل عرب یہ کہنے لگے کہ اگر مسلمانوں میں طاقت اور قوت نہ ہوتی تو وہ ہرگز یہ لشکر روانہ نہ کرتے۔ اس طرح کفار بہت سی ایسی باتوں سے باز آ گئے جو وہ مسلمانوں کے خلاف کرنا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ حضرت زید بن حارثہ اور ان کے بیٹے حضرت اسامہ بن زید پر جو ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے اور محبوب تھے ہزاروں ہزار رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے مکرم صدیق آدم صاحب آف آئیوری کوسٹ اور مکرم غلام مصطفیٰ صاحب آف اوکاڑہ پاکستان کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جنازہ غائب پڑھایا۔

......☆......☆......☆......

Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar 28th- June - 2019

BOOK POST (PRINTED MATTER)

To ....
....
....
....

From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar

Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB